132417 ـ کسی معین دن کا اجتماعی روزہ رکھنے کی دعوت دینا اور دعا کرنا

سوال

کسی معین دن کا روزہ رکھنے کی دعوت دینے کا حکم کیا ہے، اور اس دن اجتماعی اور معین دعا کرنے کا حکم کیا ہوگا (یعنی دعاء کے الفاظ معین کر دیے جائیں)، یا دعا کا وقت متعین کر دیا جائے، مثلا کوئی کہے کہ:
" ہم مکہ مکرمہ کے وقت کے مطابق اتنے بجے فلسطینی یا دوسرے مسلمانوں کی نصرت و مدد کے لیے دعا کریں گے، اور مطالبہ کیا جائے کہ یہ اعلان انٹرنیٹ یا موبائل میسج کے ذریعہ عام کیا جائے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

الحمد للہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور ان کے بعد کے دور میں بھی مسلمانوں پر مصائب آتے رہے لیکن انہوں نے کوئی ایسا وعدہ نہیں کیا کہ وہ فلاں دن روزہ رکھیں گے، اور یہ دعوت دی ہو کہ فلاں دن اتنے بجے کوئی محدود اور مقررہ دعا کی جائیگی.

اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ فعل بدعت ہے، اگر یہ خیر ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اس میں ہم سے سبقت لے جاتے.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

رمضان المبارك یا سوموار اور جمعرات کا اجتماعی روزہ رکھنے اور اجتماعی افطاری کرنے پر اتفاق کر لینے کا حکم کیا ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" روزہ رکھنے پر اتفاق کرنے سے کوئی چیز اہم نہیں ہے، ہماری رائے تو یہ ہے کہ صحابہ کرام تو آپس میں کبھی سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنے پر اتفاق نہیں کرتے تھے، خدشہ اور خطرہ تو یہ ہے کہ معاملہ اس سے بڑھ کر

اس سے شدید شکل اختیار نہ کر جائے، اور پھر صوفیوں کے ساتھ مشابہت نہ ہونے لگے جو سب اکٹھے ہو کر اجتماعی اور معین ذکر کرتے ہیں.

اس لیے نوجوانوں سے کہا جاتا ہے کہ: جس نے بھی کل روزہ رکھا اس کی افطاری فلاں کے ہاں ہوگی، اس میں کوئی حرج نہیں.

لیکن کسی معین دن کا روزہ رکھنے پر اتفاق کر لینا صحابہ کرام کا طریقہ نہیں ہے، پھر انسان یہ عادت بنا لے کہ اگر کوئی دوسرا شخص اس کے ساتھ روزہ رکھےگا تو وہ بھی روزہ رکھےگا یہ مشکل شمار ہوگی.

سلف صالحین کا طریقہ تو یہ تھا کہ انسان اطاعت میں روزہ رکھتا چاہے اس کے ساتھ کوئی اور روزہ رکھے یا نہ رکھے " انتہی

دیکھیں: لقاء الباب المفتوح (174 / 29).

شیخ سے یہ بھی دریافت کیا گیا:

کچھ لوگ اکٹھے ہو کر رمضان المبارك میں افطاری سے قبل اجتماعی طور پر بعض اذکار اور ماثور دعائیں پڑھتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آپ کی آواز بلند ہو جاتی اور غصہ شدید ہو جاتا اور آپ فرماتے:

" اما بعد: یقینا سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے، اور سب سے بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، اور سب سے برے امور دین میں نئے ایجاد کردہ ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں ہے "

افطاری کے وقت لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع نہیں ہوتے تھے تا کہ اللہ کا ذکر کریں، یا پھر اجتماعی طور پر بلند آواز سے دعا کریں، بلکہ ہر انسان اپنے گھر والوں کے ساتھ افطاری کرتا اور اپنے لیے اکیلا ہی خفیہ طور پر دعا کرتا جو اس کے اور رب العالمین کے مابین ہوتی.

سائل نے جس عادت كى جانب اشارہ كيا ہے جب وہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے دور ميں نہ تهى تو پهر يہ ان بدعات ميں شامل ہوگى جن سے نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اجتناب كرنے كا حكم ديا ہے، اور واضح كيا كہ ہر بدعت گمراہى ہے، اور ہر گمراہى آگ ميں ہے " انتہى

فتاوى نور على الدرب (12 / 6 ـ 7).

شيخ عبد الرحمن السحيم سے دريافت كيا گيا كہ:

پچهلے ايام ميں ہميں تسلسل كے ساتھ اى ميل آتى رہيں جس ميں ہم سے يہ مطالبہ كيا جاتا رہا كہ ايك معين دن ميں روزہ ركهيں اور اس دن نماز و قيام كى پابندى كريں تا كہ فلسطين ميں مسلمانوں كى مدد و نصرت ہو، يہ سب كچھ دعاء پر ابهارنے اور حق كى تلقين كے ليے كيا جاتا رہا.

كيا يہ بدعت تو نہيں كہ كچھ لوگ جمع ہو كر ہم ميں سے متفق ہو جائيں كہ ايك معين رات ميں اكٹهے ہو كر كتاب و سنت ميں وارد شدہ دعائيں كريں ؟

شيخ كا جواب تها:

فلسطينى بهائيوں كى مدد و نصرت كے ليے كوئى نيك و صالح عمل كرنے كے بارہ ميں ميرى رائے تو يہى ہے كہ اصل ميں يہ چيز بدعت ہے جو عيسائي ملكوں سے ہمارے اندر آئى ہے.

نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے صحابہ كرام ميں سے ستر قراء كرام كو شہيد كر ديا گيا، ليكن اس كے باوجو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے يہ ثابت نہيں كہ آپ نے ان كے ليے روزہ ركها ہو يا پهر نماز ادا كى ہو، بلكہ آپ نے اللہ عزوجل سے دعا ضرور فرمائى جيسا كہ صحيح بخارى اور صحيح مسلم ميں مروى ہے.

اسى طرح نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے جنگ موتہ ميں لشكر روانہ كيا اور آپ كو اپنے صحابہ كرام كے شہيد ہونے كا علم بهى ہوا ليكن اس كے باوجود نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے اس طرح كى كوئى بات منقول نہيں.

بلكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا تو طريقہ يہ تها كہ آپ دعا فرماتے اور بڑى جدوجهد سے دعا كيا كرتے تهے.

اسى طرح نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے جنگ بدر كے دن بهى دعا فرمائى تهى.

اسی طرح جمعہ کے دن خطباء حضرات کا منبروں پر دعا کرنا بھی.

رہا یہ مسئلہ کہ کسی معین رات کے قیام پر متفق ہونا تو اس کے متعلق شریعت میں کوئی اصل اور دلیل نہیں ملتی.

لیکن یہ ہے کہ کوئی ایك شخص قیام کرے تو اسے دیکھ کر دوسرا شخص بھی قیام کرنے لگے اور اس طرح دوسرے لوگ بھی لیکن ان میں پہلے سے کوئی اتفاق اور وعدہ نہ ہو.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی اور آپ کی نماز میں آپ کے چچا زاد ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بھی شامل ہو گئے.

اسی طرح ایك بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر رہے تھے تو حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی ساتھ شامل ہو گئے اور ایك بار ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی آپ کی نماز میں اقتدا کرنا شروع کر دی.

یہ سارے واقعات بغیر کسی اتفاق اور وعدہ کے تھے اور پہلے سے کوئی اتفاق اور وعدہ نہ تھا.

اسی طرح یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص نماز ادا کرنے لگے تو اس کی اولاد میں سے کوئی اس کے ساتھ مل جائے.

یا پھر کسی شخص کے پاس کوئی نیك و صالح شخص سویا ہو تو رات اٹھ کر وہ قیام کرنے لگے تو اس وقت اس کے ساتھ مل کر نماز ادا کرنی جائز ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی راتوں سے جمعہ کی رات کو قیام اور عبادت کے لیے مخصوص کرنے سے منع فرمایا کہ کہیں کوئی یہ نہ گمان کرنے لگے کہ اسے باقی راتوں پر کوئی امتیاز حاصل ہے.

میرے خیال کے مطابق تو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ کسی معین رات کے قیام پر متفق ہوا جائے، بلکہ تم میں سے ہر کوئی اپنی سہیلی کو یہ نصیحت کرے کہ وہ رات کا قیام کیا کرے اور تہجد کی نماز ادا کرے، اور دعاء میں مشرق و مغرب میں بسنے والے کمزور مسلمانوں کی مدد و نصرت طلب کرے " انتہی کچھ کمی و بیشی کے ساتھ.

ماخوذ از: المشکاۃ ویب سائٹ.

ہمیں تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دعوت غیر مشروع ہے اور اس میں شرکت نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی اس کی دعوت دینی چاہیے.

مسلمان سے مطلوب یہ ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے اللہ سبحانہ و تعالی سے مدد و نصرت کی دعا کرے، لیکن اس کے لیے کوئی وقت محدد نہ کیا جائے، یا پھر اس کے لیے روزہ نہ رکھے جائے.

اللہ سبحانہ و تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ کمزور اور ضعیف مسلمانوں کو نجات دے، اور ظلم و زیادتی کرنے والوں کو ہلاك فرمائے.

واللہ اعلم .